© rasailojaraid.com

محمد عمر فاروق

ہندوستانی سیکولرازم اور بندے ماترم

ہندوستان آئین کی رو سے ایک سیکولر ملک ہے لیکن عملاً ہندوؤں کی راجدھانی ہے۔ جہاں کی سب سے بڑی اقلیت یعنی مسلمان ہندو مہاجنوں کا تختۂ مشق بنی ہوئی ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی ایک جنونی مذہبی جماعت ہے۔ جس نے بابری مسجد کو شہید کیا اور رام مندر کی تعمیر کی بنیاد رکھی۔ بی جے پی کا حالیہ انتہا پسندانہ اقدام اترپردیش کے تمام سکولوں اور کالجوں میں بندے ماترم گیت کے پڑھنے کا آمرانہ حکم ہے۔ جس پر ایک شدید فرقہ وارانہ تنازعہ پیدا ہو گیا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ بندے ماترم کا ترانہ تقسیم ہند سے پہلے بھی مسلمانوں اور ہندوؤں میں کشیدگی کا باعث رہا ہے۔ ''تحریک نمک سیتہ گرہ'' کے دوران ہندو مسلم نزاع کے اکثر واقعات رونما ہوتے رہے۔ کانگریس کے تمام جلسوں کا آغاز اس گیت کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ ۱۷۷۳ء میں جب بنگال قحط کا شکار تھا۔ اسی زمانے میں ایک بنگالی بنکم چندر نے اپنے ایک ناول میں پہلی مرتبہ اس گیت کو متعارف کرایا اور کچھ ہی عرصے کے بعد یہ بنگالی زبان کا معروف ترین گیت بن گیا۔ مسلمانوں کے نزدیک بندے ماترم کا دوسرا بند ہندوؤں کے مشرکانہ عقائد کا مجموعہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کانگریس کے جلسوں میں یہ گیت پڑھے جاتے وقت مسلمان ہندوؤں کے ساتھ کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھے رہتے تھے۔

۱۹۰۵ء میں تقسیم بنگال کے موقع پر ہندوؤں نے بندے ماترم کو اپنی ہر محفل اور مجلس کا لازمی حصہ بنا لیا۔ انگریزوں نے اس گیت کو بغاوت کے مترادف سمجھا تو بنگالیوں نے اسے قومی ترانہ بنا لیا اور اس کی خاطر انہیں انگریز کے عتاب کا شکار بھی ہونا پڑا۔ مسلمانوں کے نزدیک بندے ماترم کا جو حصہ قابلِ اعتراض تھا وہ اس کے تین بند تھے۔ جن میں ہندوستان کی زمین کو سات کروڑ بازوؤں والی دیوی سے تشبیہ دی گئی تھی جو سراسر ہندو میتھالوجی کا پرچار تھا۔

۱۹۳۰ء میں بھی یہ گیت ہندو مسلم فساد کی وجہ بنا۔ کانگریسی وزارت کے زمانہ میں جب تعلیمی اداروں میں یہ گیت پڑھنا لازمی قرار دیا گیا تو اس پر خاصی لے دے ہوئی۔ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء کو نواب فیاض علی نے یوپی کونسل میں اس گیت کو مسلمانوں کے خلاف قرار دیا اور ایک قرارداد میں یوپی گورنمنٹ سے پبلک مقامات اور جلسوں میں اس کی بندش کا مطالبہ کیا۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء کو روزنامہ ''انقلاب'' لاہور میں بندے ماترم کے خلاف مزید ممبران کونسل کی تقاریر کے اقتباسات شائع ہوئے۔

بعد ازاں کانگریس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک خط کے جواب میں وضاحت کی کہ:

''یہ کانگریس کا قومی ترانہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ گیت کے مصنف کا ذہن اس طرف نہ ہو جس کا بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اظہار کیا گیا ہے"

۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو مدراس کونسل کے ایک مسلمان رکن مسٹر لال جان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ "بندے ماترم سے اسلام کی توہین کا پہلو نکلتا ہے" ۲ ستمبر کو شملہ کی مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں سر محمد یعقوب کے گیت پر اعتراض کو سپیکر کی رولنگ پر مسترد کر دیا گیا۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے بندے ماترم کے مسئلہ پر فیصلہ کیا کہ "کمیٹی گیت کے بعض حصوں کے متعلق مسلمانوں کے اعتراضات کو تسلیم کرتے ہوئے یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ موجودہ کونسل کا اس گیت کو قومی زندگی کے طور پر استعمال کرنا، قومی تحریک کی شکل سے پہلے اس کا ایک تاریخی ناول میں موجود ہونا بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ لہذا تمام باتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ورکنگ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ جہاں کہیں بھی بندے ماترم کا گیت گایا جائے اس کے پہلے صرف دو بند گائے جائیں۔"

آل انڈیا کانگریس نے ۶ دسمبر ۱۹۳۷ء کو ورکنگ کمیٹی کے ایک اجلاس میں بندے ماترم کی بجائے کوئی دوسرا گیت تجویز کرنے کے لئے مولانا ابوالکلام آزاد، پنڈت جواہر لال نہرو، سبھاش چندر بوس اور نریندر دیو پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی اور اس دوران علامہ اقبال کا گیت "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" جلسوں میں گایا جاتا رہا۔

بندے ماترم آج پھر گایا جا رہا ہے۔ اور اس کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ ستم کی انتہا یہ کہ اس زیادتی کی مخالفت کرنے پر عالم اسلام کے ممتاز مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے گھر اور دارالعلوم ندوہ پر چھاپے مارے گئے۔ ہندوستان کے مسلمان کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ جب کہ مسلمان کہلانے کے دعویدار وزیر اطلاعات و نشریات ہند مختار عباس نقوی (رامپوری) ایسے رہنما رکن بی جے پی اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کی بجائے ہندوؤں کے ہمنوا ہیں۔ یاد رہے کہ مختار عباس نقوی نے ہندو نسر پسندوں کے شانہ بشانہ بابری مسجد کی شہادت میں بنفس نفیس حصہ لیا تھا اور مسٹر نقوی اب بھی بی جے پی کو مسلمانوں کے ساتھ واحد مخلص پارٹی کہتے ہیں اور اس ساری صورتحال میں بھی وہ خاموش تماشائی نہیں ہیں بلکہ بی جے پی کے شریک کار ہیں۔

"افسوس! آج کوئی ڈاکٹر ذاکر حسین ایسا عظیم رہنما موجود نہیں جو ہندوؤں کو للکار سکے اور کوئی ابوالکلام آزاد جیسا مرد جلیل بھی نہیں کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو جھنجوڑ کر خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے کہے:

"یہ دیکھو شاہی مسجد کے مینار تم سے جھک کر سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ یہیں جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔

آج زلزلوں سے ڈرتے ہو، کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے۔ آج اندھیروں سے کانپتے ہو، کیا یاد نہیں کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا"۔

© rasailojaraid.com